کل من علیھا فان ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام

محترمہ اماں جی کا سفرِ آخرت

تحریر: غلام سرور قریشی ریٹائرڈ ٹیچر عباس پورہ جہلم

کسی دانش مند کا قول ہے: ''ہر بڑے آدمی کے پیچھے کسی بڑی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔'' حضرت مولانا حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ کما حقہ بڑے آدمی تھے۔ وہ دنیا میں درجنوں مساجد، مکاتب، مدارس کے بانی ہوئے اور اسلام کے گلشن بہار کے مالی رہے۔ اپنے پیچھے اولاد صالحہ کے طور پر، ایک ایسا ورثہ چھوڑ گئے جو ہمہ تن وہمہ وقت خدمت اسلام میں کوشاں اور ورثہ پدری کے مدارس و مساجد کی روح رواں ہے، جس نے اپنے عہد آفریں باپ کے کارہائے نمایاں میں اپنے بیش بہا اضافوں سے ایک جہانِ تازہ پیدا کر دکھایا ہے۔

حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ اپنے عظیم خاوند کی پشت پر ایک عظیم بیوی تھیں، انقلابی شخصیات کے شب و روز ان کے اختیار میں نہیں ہوتے۔ صبح کہیں، شام کہیں اور گھر داری کی ساری ذمہ داری بیویوں کے کندھے پر آپڑتی ہے۔ حافظ صاحب کی اہلیہ محترمہ نے یہ ذمہ داری قبول کی اور تربیت اولاد کا وہ بے مثل کارنامہ سرانجام دیا جس پر حضرت حافظ صاحب کو ہمیشہ فخر رہا۔ اس عظیم خاتون کے دامن تربیت میں پرورش پانے والے بچے حفاظ، قراء اور علماء بنے۔ سرسید کا بیٹا راس مسعود سرسید نہ بن سکا مگر اس نیک بی بی کے سارے بیٹے، اپنے باپ کا نقش ثانی بنے۔ چنانچہ میں بجا طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس بڑے آدمی کی پشت پر واقعی ایک بڑی بیوی کا کردار تھا۔ یہی محترم خاتون حضرت حافظ صاحب کی وفات کے بعد، اپنے بیٹوں کی ایکتا کا باعث ہوئیں اور اسلام کی خدمت میں ان کی رہنما ہوئیں۔ اس باہمت خاتون نے، اپنی ساری اولاد کو اللہ کی راہ میں مستعد رکھا اور ان کے والد کے نقش قدم پر استوار کیا۔

علامہ محمد مدنیؒ کہ باپ کا نقش اول تھے، اپنی والدہ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ ہر روز پابہ سفر رہتے اور ہر سفر پر جانے سے پہلے آخری سلام ماں کو کرتے اور اجازت سفر حاصل کرتے۔ واپسی جلد ہو یا بدیر، دن میں ہو

یارات کو، اولین کام کے طور پر مادرِ شفیق سے شرف باریابی حاصل کرتے۔ جامعہ کے تمام معاملات وواقعات ان کی رائے اور دعا سے چلاتے۔ مرحوم برادر اکبر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے چھوٹے بھائی حافظ عبدالحمید عامر بھی ان کی پر خلوص دعاؤں سے مستفید ہوتے رہے اور ان کی ہمہ وقت خدمت میں کوشاں رہے یہی کیفیت آج تک قائم رہی تا آنکہ دربار الٰہیہ سے بلاوا آگیا اور بروز جمعرات 28 مئی 2011ء بمطابق 24 جمادی الاولی 1432ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عمر دراز، اگر جسمانی صحت کے ساتھ ہو تو کمال عنایت الٰہیہ ہے اور پھر اگر اس میں اطاعت الٰہیہ بھی ہو تو انتہائے فضل الٰہیہ ہے۔ اماں جی کو یہ تینوں انعامات میسر رہے۔ عبادت، ذکر وفکر اور تلاوت قرآن سے شغف، اس خاندان کے ہر فرد کا خاصہ ہے مگر اماں جی اس میدان میں، اپنی پیرانہ سالی کے باوجود، اپنے ستر (70) کے قریب بیٹوں، پوتوں اور پڑپوتوں سے کہیں آگے رہیں۔

پڑ، پڑا تو رشتہ گیا۔ پنجابی کا محاورہ ہے مگر میں نے پوتوں اور پڑپوتوں کو اماں جی کی موت پر اشکوں کے ہار پروتے دیکھا ہے اور بیٹوں میں حافظ ہی حافظ مگر جنازہ پڑھانے کا یارا کسی میں نہ رہا اور یہ سعادت امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث حضرت العلام پروفیسر ساجد میر صاحب کے حصے میں آئی۔ یاد رہے کہ اُسی روز اماں جی کی وفات کے ایک گھنٹہ بعد حافظ عبدالحمید عامر کے کزن و چچازاد بھائی نور الٰہی بن عبدالرحمٰن کی وفات بھی ہوگئی تھی پہلے مرحوم کا جنازہ حافظ عبدالحمید عامر نے پڑھایا اس وقت ان کی والدہ محترمہ کی میت بھی سامنے موجود تھی لہٰذا حافظ عبدالحمید عامر نے دونوں کے نماز جنازہ کی نیت کر لی اور دعاؤں میں جمع کا صیغہ استعمال کر کے اپنی والدہ محترمہ کیلئے بھی گڑگڑا کر عاجزی سے دعائیں کیں اس کے بعد حضرت الامیر المرکزیہ نے محترمہ اماں جی کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حافظ عبدالحمید عامر، حافظ احمد حقیق تصویر غم تھے۔ قاری عبدالرشید اور حافظ عبدالرؤف مہر بہ لب اور چشمانِ تر کے ساتھ اماں جی کو سپرد خاک کرتے رہے۔

مقامی، غیر مقامی، جماعتی، غیر جماعتی احباب وعقیدتمندوں نے جنازے میں شرکت اس ارادے سے کی کہ اس پاکباز ہستی کی نماز جنازہ پڑھنا خود ان کیلئے باعث سعادت وموجب مغفرت ہوگا۔

اماں جی نے گلزار ہستی میں ستاسی (87) سال گزارے مگر اس کی رعنائیوں میں ریجھ کر راہ حق سے ایک

قدم بھی جدا نہ ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے عظیم خاوند کی طویل رفاقت اور خدمت کا طویل موقع دیا اور پھر طویل بیوگی کا دور بھی ان پر سے گزارا جو حافظ صاحب مرحوم کی حسین یادوں اور ان کی مغفرت طلبی میں گزرا۔

فرمایا کرتی تھیں اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ اپنے فضل کے سایہ میں رکھا اور صدمات سے محفوظ و مامون رکھا۔ خاوند کی وفات، ان کی زندگی کا پہلا صدمہ تھا اور دوسرا صدمہ اپنے پہلوٹے، جیٹھے بیٹے علامہ محمد مدنیؒ کی وفات حسرت آیات سے لگا۔ بیٹے ہر ماں کو عزیز ہوتے ہیں لیکن جس ماں کی گود سے آسمان علم کا آفتاب و مہتاب رخصت ہو جائے، اس کی دنیا کا بے نور ہو جانا، قدرتی تھا۔ وہ اس حادثہ فاجعہ پر پیکر صبر و رضا ہو کر انا للہ و انا الیہ راجعون کا وظیفہ تو کرتی رہیں مگر فرمایا کرتی تھیں کہ فرزند دلبند کی مفارقت کا داغ مٹتا نہیں۔

ان کے جنازہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الحدیث جامعہ علوم اثریہ حضرت مولانا محمد اکرم جمیل صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا حافظ عبدالغفور رحمہ اللہ اہل جامعہ کے استاد اور روحانی باپ تھے اور ان کی رحلت کے بعد اماں جی پوری جماعت اہل حدیث جہلم اور طلبائے جامعہ کیلئے ایک روحانی مادر مہربان کا درجہ رکھتی تھیں۔

نماز جنازہ میں بڑے بڑے جید علماء، زہاد، اتقیا اور ازکاء نے شرکت فرمائی اور بڑے سوز و گداز اور اخلاص قلب کے ساتھ اماں جی کی مغفرت کی دعائیں کیں اور میرے نزدیک اتنے پاکباز لوگوں کی گریہ وزاری عند اللہ مقبول و مبرور ہے اور جنت اپنے دروازے واکئے اماں جی کی منتظر ہے۔ اللھم اغفر لھا وارحمھا

جامع مسجد الہ اہل حدیث پوران میں جلسہ سیرت النبی ﷺ

مورخہ 22 مارچ بروز منگل جامع مسجد الہ اہل حدیث پوران میں جلسہ سیرت النبی ﷺ زیر صدارت رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر منعقد ہوا جس میں تلاوت قاری محمد کامران صابر امام و مدرس جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ اہل حدیث قصبہ کریالی نے کی اور حافظ محمد الیاس سیالوی نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی اسٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد الیاس خطیب جامع مسجد مدنی اہل حدیث کھوہار نے سرانجام دیئے۔ جلسہ سے مولانا محمد افضل قادری نے خطاب کیا جس میں دور دراز سے کافی تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ جہلم سے رئیس الجامعہ کے علاوہ سیٹھی محمد ارشد اور محمد صدیق یوسفی نے شرکت کی۔

جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ اہل حدیث قصبہ کریالی میں سیرت ساقی کوثر ﷺ کانفرنس

مورخہ 29 مارچ بروز منگل جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ اہل حدیث قصبہ کریالی (تحصیل سرائے عالمگیر) میں پہلی عظیم الشان سیرت ساقی کوثر ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر مہمان خصوصی تھے کانفرنس سے حضرت مولانا سید طالب الرحمٰن شاہ، مولانا محمد نواز چیمہ، مولانا محمد افضل علوی، حافظ انعام اللہ کنجاہی اور حافظ طارق محمود یزدانی نے خطاب کیا آخر میں رئیس الجامعہ کی دعا سے یہ کانفرنس تکمیل پذیر ہوئی۔ جامعہ سے مفتی محمد شفیع، مولانا قطب شاہ، قاری غلام رسول اور جامعہ کے طلبہ نے شرکت کی۔